سلسلۂ مطبوعات مجلس
۱۷۳

حالات کا نیا رُخ اور علمائے دین کی ذمہ داری

وہ اہم تقریر جو مورخہ ۱۳ر جمادی الثانیہ ۱۴۰۲ھ (۸ر اپریل ۱۹۸۲ء) کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مسجد میں اساتذہ و طلباء کے سامنے کی گئی تھی۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ)

بار دوم

۱۴۱۸ھ ـــــ ۱۹۹۸ء

کتابت ـــــــــــــ خلیل احمد لکھنؤ

طباعت ـــــــــــــ کاکوری آفسیٹ پریس لکھنؤ

صفحات ـــــــــــــ ۱۶

قیمت ـــــــــــــ -/۳ روپئے

باہتمام

محمد غفران ندوی

طابع و ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

حالات کا نیا رُخ اور علمائے دین کی ذمّہ داری

(اس اہم و فکر انگیز تقریر کا متن جو مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی نے ۱۳؍جمادی الثانیہ ۱۴۰۲ھ، ۸؍اپریل ۱۹۸۲ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مسجد میں اساتذہ اور طلباء کے ایک بڑے مجمع میں کی، تقریر ٹیپ کر لی گئی تھی، جو قلمبند کرنے کے بعد مولانا کی نظر سے گذری اور انھوں نے اس میں اصلاح و ترمیم کے بعد اشاعت کی اجازت دی۔)

(سکریٹری مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وثنا اور تعوذ وتسمیہ کے بعد مولانا نے فرمایا

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ	پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث
اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ	ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے
ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ	برگزیدہ کیا تو کچھ ان میں سے اپنے آپ
مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ	پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور
بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	کچھ خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے
ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ؕ	نکل جانے والے ہیں، یہی بڑا فضل

(سورۂ فاطر۔ ۳۲)　　　　　　ہے۔

عزیزو اور بھائیو! دین ہو، آسمانی تعلیمات ہوں، صحیح دعوت یا اعلیٰ سے اعلیٰ اصول ہوں، ان میں سے کوئی چیز خلا میں نہیں رہ سکتی، اگر اس تعلیم و دعوت کے ساتھ انسانی زندگیاں، ان کے حاملین اور زندہ اور عملی پیکر نہ ہوں تو ان کا تسلسل قائم نہیں رہتا، ادیان سماوی کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ اور اخلاقی تعلیمات کی تاریخ بھی اسی کی شہادت دیتی ہے، اگر ایسا ممکن ہوتا اور سنت الٰہی اور فطرت انسانی اسکی اجازت دیتی تو پھر اتنا کافی ہے کہ آسمان سے صحیفے آجاتے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر کسی محفوظ جگہ پر رکھ دیئے جاتے اور اعلان کر دیا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے صحیفے اور آسمانی کتابیں آگئی ہیں، وہ فلاں جگہ محفوظ ہیں جس کا دل چاہے جائے

www.abulhasanalinadwi.org

لے آئے، اور عمل کرے، لیکن پہلے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو پیدا کرتا ہے پھر ان کی بعثت ہوتی ہے، ان پر وحی کا نزول ہوتا ہے، اور اس کا پہلا نمونہ وہ خود ہوتے ہیں، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت و حیات طیبہ و اخلاق و شمائل کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو دیکھنا ہو تو قرآن مجید پڑھ لو اور دیکھ لو) اور آنحضرتؐ کے ساتھ تو اللہ کا خصوصی معاملہ اور مزید انعام یہ تھا کہ (حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے الفاظ میں) آپ کی بعثت "بعثت مقرونہ" (دوہری بعثت) تھی، یعنی آپ انسانوں کی طرف مبعوث کئے گئے تھے، اور آپکی تعلیمات کو دنیا میں پھیلانے اور انکا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک پوری امت کی بعثت عمل میں آئی تھی اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ تنہا امت مسلمہ کے لئے بعثت یا اسکے ہم معنیٰ اور مرادف الفاظ استعمال ہوئے ہیں، فرمایا گیا۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً	اور اسی طرح ہم نے تم کو امت
وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى	معتدل بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ
النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ	بنو اور پیغمبر (آخر الزماں) تم
عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرہ ۔ ۱۴۳)	پر گواہ ہیں ۔

دوسری جگہ فرمایا۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ	مومنو! جتنی امتیں (یعنی قومیں)
لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ	لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ	بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو

www.abulhasanalinadwi.org

بِاللّٰہِ ط　　　اور برے کاموں سے روکتے ہو اور

اللہ پر یقین رکھتے ہو۔　　(آل عمران ۔ ۱۱۰)

اس سے زیادہ صاف الفاظ حدیث میں آئے ہیں مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا گیا "اِنَّمَا بعثتم میسّرین ولم تبعثوا معسّرین" (تم آسانی پیدا کرنے کے لئے پیدا اور مقرر کئے گئے ہو، مشکلات پیدا کرنے کے لئے نہیں۔)

صحابہ کرامؓ نے بھی اس سے ملتے جلتے الفاظ استعمال کئے ہیں، آپ کو یاد ہو گا کہ جب رستم سپہ سالار افواج ایران نے حضرت ربعی ابن عامر سے جو مسلمانوں کے نمائندہ و سفیر بن کر آئے تھے پوچھا کہ "تم کیسے آئے؟" (ما الذی جاء بکم؟) تو اسکے جواب میں انھوں نے زبانِ نبوت ہی کے الفاظ استعمال کئے، انھوں نے کہا "اللہ ابتعثنا لنخرج من شاء من عبادۃ العباد الی عبادۃ اللہ وحدہ" (اللہ نے ہم کو بھیجا ہے، تاکہ حکم الٰہی سے اللہ کے بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی میں داخل کریں) اس سے آپ سمجھ لیجئے کہ کوئی دین خلا میں نہیں رہ سکتا دین سے پہلے نبی کی شرط ہے، پھر نبی کے ساتھ امت کی شرط ہے، اسکے اصحاب و تربیت یافتہ نفوس کی شرط ہے، جسکا بہترین نمونہ آپ کو سیرت نبوی میں ملتا ہے، اسکے بعد یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہنا چاہیئے۔

میں نے آپ کے سامنے جو آیت پڑھی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "توریث" یعنی نائبین انبیاء اور حاملین کتاب کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، اس طرح وارثینِ انبیاء اس امانت کے حاملوں اور دین کے نمائندوں کی بڑی ذمہ داری ہے اس دین کے بارے میں بھی، اپنے ماحول و معاشرے اور اپنے ملک کے بارے میں بھی

اور پوری انسانیت کے بارے میں بھی، جس کی قسمت دین صحیح اور آسمانی تعلیمات سے وابستہ ہے، اسی حقیقت کو ایک حدیث میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

یحمل ھٰذا العلم من کل	اس علم کے ہر نسل میں ایسے عادل
خلف عدولہ ینفون	و متقی حامل و وارث ہوں گے، جو
عنہ تحریف الغالین و	اس دین سے غلو پسند لوگوں کی تحریف
انتحال المبطلین وتاویل	اہلِ باطل کے غلط انتساب و دعوے
الجاھلین[1]	اور جاہلوں کی دوراز کار تاویلات
	کو دور کرتے رہیں گے۔

وارثین کتاب، نائبین انبیاء اور عام فہم الفاظ میں "علمائے دین" کی یہ اتنی بڑی ذمہ داری اور اتنا نازک معاملہ ہے کہ اگر اس کا صحیح طور پر ادراک ہو تو جن لوگوں کو اللہ نے یہ شرف عطا فرمایا ہے، اور ان کے کاندھوں پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے، ان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں، راتوں کی نیند اڑ جائے اور کھانے پینے کی لذت ختم ہو جائے اور ان کا سکون ہمیشہ کے لئے جاتا رہے۔

دراصل حاملین و شارحین دین ہی کی سیرت و اخلاق پر عوام کی دین سے وابستگی، اس سے عقیدت، اس پر اعتماد اور صحیح عقائد و مسلک کے بقاء کا انحصار ہے، ان کی ذراسی غلطی کیا اثر پیدا کر سکتی ہے، اس رابطہ کو کتنا کمزور کر سکتی ہے جو امت اور دین کے درمیان قائم ہے، ان کی اخلاقی کمزوری، جماعت کا اخلاقی تنزل، کردار کی پستی، دنیا طلبی، دولت پرستی، قوت و اقتدار کی تقدیس خواہشات نفس اور ذاتی

---

[1] مشکوٰۃ ص ۳۸ فصل ثانی۔ روایت از بیہقی۔

www.abulhasanalinadwi.org

مفادات کے سامنے سپر اندازی، تفرقہ اندازی اور انتشار پسندی پورے معاشرے پر کیا اثر ڈال سکتی ہے، اور اس عہد و ملک کی پوری نسل کو کس طرح متزلزل و متاثر کر دیتی ہے، اگر اس کا صحیح ادراک ہو تو ہمارے مدارس کے بام و در ہی نہیں مساجد کے محراب و منبر بھی کانپنے لگیں، مشہور حدیث صحیح سے بڑھ کر کوئی اس حقیقت کی عکاسی و مصوّری نہیں کر سکتا، فرمایا گیا۔

ألا ان فی الجسد مضغۃ	یاد رکھو جسم انسانی میں ایک مضغۂ
اذا صلحت صلح الجسد کلہ	گوشت ایسا ہے کہ اگر وہ درست
واذا فسدت فسد الجسد	ہو جائے تو پورے جسم کا نظام درست
کلہ الا وھی القلب۔	رہے گا اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورے جسم کا
	نظام بگڑ جائے خبردار رہو وہ مضغۂ
	گوشت دل ہے۔

علماء و خواص کی حیثیت ملت و معاشرے میں بالکل وہی ہے جو قلب کی جسمِ انسانی میں ہے، اور اُن کے فساد و اختلال اور ان کے صلاح و اعتدال کا وہی اثر پوری ملت و معاشرے پر پڑتا ہے، جو قلب کے صلاح و فساد کا پورے جسمِ انسانی پر پڑتا ہے۔

عزیزو اور رفیقو! یہ ذمہ داری کسی ایک جماعت یا کسی مخصوص ادارے کی نہیں ہے یہ پوری صاحبِ علم جماعت کی ذمہ داری ہے، وارثین کتاب کے اخلاق پر جب انحطاط آئے گا، جب ان کے اندر دنیا پرستی آجائے گی، جب ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ کمزور پڑ جائے گا، جب وہ ان حدود سے بھی تجاوز کرنے لگیں گے جن حدود سے عوام کو بھی آگے نہیں بڑھنا چاہیے، تو پھر پورے معاشرے اور پورے ماحول میں فساد ہی

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں بلکہ تعفن اور ٹڑاہند پیدا ہو جائے گی، دین کا مستقبل وابستہ ہے اہل دین واہل علم سے اور کسی ملک اور اس ملک کی آبادی کا اخلاقی، انسانی اور دینی مستقبل وابستہ ہے دین کے شارحین اور دین کے نمائندوں سے، اب دین کے نمائندوں میں کوئی کمزوری پیدا ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت عوام کے دین کے ساتھ تعلق کو کمزور ہونے سے بچا نہیں سکتی، نہ کوئی حکمت، نہ کوئی ذہانت، نہ کوئی خطابت، نہ کوئی سیاست، یہاں تک کہ اگر کوئی اسلامی حکومت بھی یہ بات طے کر لے کہ اس معاشرے اور اس ماحول میں فساد پیدا نہ ہونے پائے اور اس کا رشتہ دین سے کمزور نہ ہونے پائے تو وہ بھی اس میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

یہ بات بالکل ایسی ہے کہ جہاز کی رفتار کو کنٹرول کرنے والی اور جہاز کا رخ متعین کرنیوالی ایک چھوٹی سی مشین یا ایک معمولی سا پرزہ ہوتا ہے، اگر بال برابر بھی اسکی سوئی اپنی جگہ سے کھسک جائے تو جہاز سیکڑوں میل کے حساب سے اپنی منزل مقصود سے دور ہو جاتا ہے، علماء کی جماعت درحقیقت ملت وانسانیت کیلئے "قطب نما" ہے جس سے قبلہ کی سمت متعین ہوتی ہے، اسلئے اسکا صحیح اور سچا رہنا اور اپنا کام کرتے رہنا ضروری ہے، اگر علماء کا تعلق اللہ کے ساتھ درست ہے، اگر ان کے اندر اخلاص واخلاق پایا جاتا ہے، وہ اپنے فرائض کے ادا کرنے میں مستعد اور سرگرم ہیں، اور ان اعلیٰ صفات سے متصف ہیں، جو کسی درجہ میں نائبینِ انبیاء اور وارثین کتاب میں پائی جانی چاہئیں، تو کم سے کم اس ملک میں دین کا مستقبل محفوظ ہے، لیکن اگر یہ نہیں ہے تو پھر دنیا کی کوئی تدبیر اس ملک میں دین کو بچا نہیں سکتی۔

اندلس (اسپین) پر بڑا تحقیقی کام ہوا ہے، اسلام کے وہاں سے بالکل جلاوطن ہو

www.abulhasanalinadwi.org

جانے کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی (خدا کرے اب قیامت تک نہ ملے اور مسلمانوں کو پھر کوئی ایسا حادثہ پیش نہ آئے) یہ وہ بدقسمت ملک ہے جس کو اسلام کی دولت سے بالکل محروم کر دیا گیا، اسکے اسباب پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور بڑی بصیرت افروز کتابیں موجود ہیں، مجھے خود بھی خدا نے اس ملک کی زیارت وسیاحت کا موقعہ دیا، لیکن ابھی تک اس نقطۂ نظر سے تحقیقی کام ہوا ہے کہ وہاں کے حکمرانوں سے کیا غلطیاں ہوئیں، وہاں کون سی سیاسی بے تدبیری اور بے دانشی عمل میں آئی؟ مورخین ومصنفین نے اسکی زیادہ تر ذمہ داری حکمرانوں کے اختلاف اور شمالی اور جنوبی عربوں (عدنانیوں اور قحطانیوں یا یمنیوں اور حجازیوں) کی آویزش ورقابت پر ڈالی ہے۔

لیکن ایک پہلو ایسا ہے جو ابھی تک تشنۂ تحقیق ہے اور اس پر کام نہیں ہوا ہے، وہ یہ کہ وہاں کے علماء سے کیا غلطیاں ہوئیں، انھوں نے کیا کمزوری دکھائی، انکے اندر کیا اخلاقی انحطاط، دنیا طلبی اور انتشار واختلاف کی بیماری پیدا ہوگئی تھی جس کا یہ نتیجہ برآمد ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

اس وقت ہندوستان بھی ایک نازک مرحلہ پر آگیا ہے، گویا کاتبِ تقدیر منتظر ہے کہ وہ کیا لکھے؟ اس وقت اگر یہاں بھی علماء نے اپنے کو نہ سنبھالا اور اخلاقی، روحانی علمی وذہنی، چاروں راستوں سے اپنی بلندی، اپنا امتیاز اور اپنی افادیت وضرورت ثابت نہ کی تو اندیشہ ہے کہ پورے دین اور پوری ملت پر زوال نہ آجائے، بعض مرتبہ محدود اور بظاہر معمولی اخلاقی کمزوریاں اور اختلافات اتنے مہیب نتائج کا باعث بن جاتے ہیں، جن کا تصور بھی مشکل ہے، بعض اوقات وہ پوری سلطنت اور اس ملک میں پوری ملت کو زوال یا شدید آزمائش اور کش مکش میں مبتلا کر دیتے ہیں، ہم جب تاریخ کے ذخیرے میں ٹوہ

www.abulhasanalinadwi.org

لگاتے لگاتے اور کرید کرتے کرتے اسباب ونتائج کی زنجیر کے آخری سرے پر پہونچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں قسم کی ایک نفسانیت، ایک بے دانشی، اجتماعی اور ملّی مفاد پر انفرادی مصلحت اور ذاتی مفاد کی ترجیح، اس کی اصل ذمہ دار تھی، اور اس سے پوری ملت زوال سے دوچار ہوگئی اور ان میں سے اکثر بہت سی چیزوں کا سراغ دین وعلم کے اصل نمائندوں کی سیرت وکردار میں ملتا ہے۔

علماء کی اخلاقی اسکے بعد روحانی وباطنی اور اسکے بعد علمی وذہنی استقامت وبلندی، دین کے بقاء وتسلسل اور دین کے وقار واعتماد کے باقی رہنے کے لئے ضروری ہے، ایسے موقع پر ایک لمحہ مہینہ اور سال کے برابر ہوتا ہے، اور ایک سانس ایک عمر کے اس وقت اگر علماء اور علوم دینیہ کے حاملین ومنتسبین نے اپنے کو نہ سنبھالا، انھوں نے اپنی اخلاقی بلندی، اپنی بے غرضی، سچی خدا پرستی کا جس کے اندر نفاق نہ ہو ثبوت نہ دیا تو سخت خطرہ ہے۔

ہمارا حال یہ ہے کہ بعض اوقات بعض مباحات کے استعمال میں احتیاط برتتے ہیں کہ یہ ہماری وضع کے خلاف ہے لیکن بے تکلف ایک مسلمان کی پردہ دری کریں گے، افساد ذات البین اور تفریق بین المسلمین میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، اس میں کوئی حرج نہیں کہ دو ذمہ داروں کو ایک دوسرے سے لڑادیں کسی ادارے کی اینٹ سے اینٹ بجادیں، جن چیزوں کی حرمت منصوص ہے مثلاً غیبت، چغل خوری، اتّہام دروغ بافی وہ ہماری مجلسوں میں دن رات ہوگی، یہ کیا ہے؟ یہ ظاہر داری خدا کے یہاں نہیں چلتی، وہ عالم السّرائر وعالم الغیب ہے، وہ ظاہر سے دھوکہ نہیں کھاتا، خیانت حرام، کام چوری حرام پیسہ لینا اور کام نہ کرنا حرام، مسلمان کی توہین اور عالم کی تذلیل حرام، بے تحقیق دیئے ثبوت

www.abulhasanalinadwi.org

بات کہنا یا سن کر اسکو فوراً مان لینا اور اس کی اشاعت کرنا حرام، حدیث میں آتا ہے:-

کفیٰ بالمرءِ کذباً ان یحدّث	انسان کے جھوٹے ہونے کیلئے اتنا
بکل ما سَمِعَ	ہی کافی ہے کہ جو کچھ اسکے کان میں
	پڑے وہ اسکا چرچا کرنا شروع کر دے۔

قرآن شریف میں آگاہی دی گئی ہے، اور تعلیم و تاکید ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ	مومنو! اگر کوئی بدکردار تمھارے
فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا	پاس کوئی خبر لیکر آئے تو خوب
(الحجرات۔ ۶)	تحقیق کر لیا کرو۔

یہ سب منصوصات قطعی ہیں لیکن ہمارے صحیفۂ اخلاق اور ہمارے اصول و ضوابط میں ان کی کوئی اہمیت نہیں، ہمیں انھیں مراتب کے ساتھ اور اس ترتیب و تناسب کے ساتھ جو خدا اور اسکے رسول نے قائم کی ہے، شریعت کے احکام اور دین کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیئے۔ محرمات، مکروہات، مستحبات اور مباحات سب کا درجہ الگ الگ ہے، ہم ایک عرفی دین کے پابند ہو گئے ہیں، اور جو چیزیں ہمارے عرف میں ناپسندیدہ اور قابل نفرت نہیں ہیں، ہم بے تکلف ان چیزوں کا ارتکاب کر لیتے ہیں، جن سے بعض اوقات پوری ملت کو نقصان پہونچتا ہے، جن سے اداروں کی اینٹ سے اینٹ بج جاتی ہے جن سے ایک متحد اور ہم مسلک جماعت میں سخت انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور اس سے ان تمام مقاصد اور پورے مسلک کو نقصان پہونچتا ہے، جن کی یہ جماعت حامل و داعی اور ان کی ایک علامت بن گئی ہے یہ عمارت جو آپ دیکھ رہے ہیں، ایک تناسب پر قائم ہے، اگر یہ تناسب ختم کر دیا جائے تو یہ عمارت قائم نہیں رہ سکتی، دین کا ایوان بھی خاص

www.abulhasanalinadwi.org

تناسب پر قائم ہے، وہ بھی اسکے بغیر نہیں رہ سکتا۔

دوستو اور عزیزو! یاد رکھئے کہ ایسے نازک وقت پر اگر کوئی چیز فوری طور پر زوال سے بچا سکتی ہے تو وہ بلند و بالا شخصیتیں ہیں، دیکھئے دسویں صدی ہجری میں ہندوستان کا علمی و دینی حلقۂ اخلاقی طور پر مریض ہو گیا تھا، اور اسکا اثر یہ پڑ رہا تھا کہ ہندوستان میں دین کا مستقبل نہ صرف خطرے میں پڑ گیا تھا، بلکہ صاف نظر آرہا تھا کہ ہندوستان کا رخ کم سے کم ذہنی اور تہذیبی ارتداد کی طرف ہے، درباری علماء کا نمونہ کیا تھا؟ اس کو ملا مبارک اور ابوالفضل و فیضی کی سیرت و کردار کے مرقع میں دیکھئے زیادہ علماء کے نام نہیں کہ تاریخ کا سو فیصدی اعتبار نہیں لیکن اس زمانہ کے صدر الصدور اور مخدوم الملک بھی اخلاقی انحطاط کا شکار نظر آتے ہیں، ان کی جاہ پرستی، دولت اندوزی، آپس میں حسد و رقابت اور عزت و اقتدار کے لئے کشمکش کی شہادتیں تاریخ سے ملتی ہیں، ابوالفضل و فیضی کے کردار کے متعلق جو انھوں نے دربار اکبری اور حکومت وقت میں ادا کیا تنہا ملا عبدالقادر بدایونی کی تحریروں پر اعتماد کر کے نہیں کہتا اسکی توثیق خود ابوالفضل کی تحریروں سے ہوتی ہے[1]

اس وقت اچانک ایک شخصیت نمودار ہوتی ہے جس کا نام نامی حضرت شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) ہے وہ آئے اور انھوں نے کچھ آدمیوں کو تیار کیا جو اس اخلاقی اور انسانی سطح سے بلند تھے، جس پر عام طور پر سرکاری درباری علماء نظر آتے تھے اور ایک دم فضا بدل گئی۔ ع

جہانے را دگرگوں کرد یک مرد خود آگاہ

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "تاریخ دعوت و عزیمت" حصہ ۴ صفحہ ۹۲ تا ۱۰۱

اگر ہمارے ملک کے دینی حلقہ نے بھی جلد کچھ نمونے پیش نہ کئے، اگر جلد پھر ہندوستان میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ یا کسی درجہ میں ان سے نسبت رکھنے والی شخصیت، اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ یا ان سے کسی درجہ میں نسبت رکھنے والی شخصیت پیدا نہ کی، علمی وفکری حیثیت سے مولانا سید سلیمان ندویؒ مولانا سید مناظر احسن گیلانی، مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری جیسے فضلاء و وسیع و عمیق النظر عالم، علمی رسوخ اور وقت کے تقاضوں سے باخبری میں مولانا مفتی کفایت اللہ اور ابوالمحاسن مولانا محمد سجاد بہاریؒ ذہنی واخلاقی بلندی اور خودداری وخود اعتمادی کے لحاظ سے مولانا ابوالکلام آزاد، روحانی وتربیتی ودعوتی لحاظ سے حضرت مولانا محمد الیاس مولانا محمد یوسف کاندھلوی، مولانا وصی اللہ صاحب فتحپوری جیسے داعی ومربّی نہ پیدا ہوئے تو یاد رکھئے کہ یہاں ہندوستان میں علماء ہی کا وقار نہیں دین وعلم کا وقار اور پھر ایک قدم آگے بڑھ کر ملت اسلامی کا وقار بھی خطرے میں پڑجائے گا، اور ان دینی اداروں اور مدارس کی افادیت وضرورت بھی مشکوک ہوجائے گی، جو اسی طبقہ کے افراد پیدا کرنے اور اسی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے قائم کئے گئے ہیں، ان حضرات اور ان کے اسلاف کے ضبط وتحمل، ان کی خودداری اور خود اعتمادی، ان کی تعاون علی البر والتقویٰ کی صلاحیت، انکی ملت کے اجتماعی کاموں میں اپنی بے نفسی کا مظاہرہ، انکی عالی ظرفی، بلند نظری اور فراخ دلی اور اپنے ہم مسلک ہی نہیں اپنے مخالفین تک کے کمالات اور محاسن کے اعتراف کی جرأت وتوفیق ان کا استغناء، اہل دُوَل سے بے خوفی، بے نیازی اور کنارہ کشی، انکی اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں مستعدی وسرگرمی، ان کی زاہدانہ ومتقشفانہ زندگی، انکا ملت کے لئے حقیقی درد وکرب، یہی وہ صفات ہیں، جنھوں نے پہلے بھی ان جماعتوں اور اداروں میں زندگی

www.abulhasanalinadwi.org

کی روح پھونک دی تھی، اور زندہ رہنے کا استحقاق پیدا کر دیا تھا، اور یہی صفات آج بھی صرف ان اداروں ہی کو نہیں، پوری ملت کو زوال سے بچا سکتی ہے، مدارس کے فضلاء، اساتذہ اور طلبہ کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ اپنے اخلاق اور سیرت و کردار میں بھی ممتاز ہوں، اخلاص و تعلق مع اللہ میں بھی کھلا ہوا امتیاز رکھتے ہوں، اور ان کی علمی و فکری سطح بھی بلند ہو، اخلاص و تعلق مع اللہ میں بھی کھلا ہوا امتیاز رکھتے ہوں، اور انکی علمی و فکری سطح بھی بلند ہو، وہ مسائل حاضرہ کو سمجھتے بھی ہوں، اور ان کے حل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں، ان کا مطالعہ بھی وسیع ہو، اور وہ عصر حاضر کی زبان اور اسلوب پر بھی قدرت رکھتے ہوں اور جدید ذہن کی ساخت و مشکلات کو بھی سمجھتے، اس مجموعی اخلاقی، روحانی، علمی و فکری بلندی و امتیاز کے بغیر وہ اس عہد انقلاب اور اس دور فتن میں جس میں خود ہماری کمزوریوں اور جدید واقعات نے علمائے دین کے وقار کو مزید مجروح اور دین اور علم پر اعتماد کو مزید متزلزل کر دیا ہے، نیابت انبیاء اور وارثین کتاب کی ذمہ داری ادا نہیں کر سکتے، ذمہ داری پچھلے عہد سے بھی بڑھ گئی ہے یہ کسی ایک جماعت علماء، کسی ایک ادارے و مدرسہ کا مسئلہ نہیں، اس ملک میں دین و علم کے مستقبل اور ملت کے دین پر اعتماد اور شریعت و علوم دین سے ارتباط کا مسئلہ ہے خدا کرے ہم اپنی ذمہ داری محسوس کریں اور اسکو ادا کرنے کی مخلصانہ اور سرفروشانہ کوشش میں لگ جائیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org